# بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 8دسمبر 2014ء بمطابق 12 صفر المظفر 1436 ہجری بروز منگل شام 04 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

**جناب اسپیکر۔** السلام وعلیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

**الٓمّٓ o ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۛ فِیۡہِ ۛ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ o الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ o وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ**

**قَبۡلِکَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ o اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنۡ رَّبِّھِمۡ ۖ**

**وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ o صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔**

پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱ تا ۵

**ترجمہ:** الم۔اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔ وَمَاعَلَیۡنَا اِلَّاالۡبَلَاغ۔

**میر جان محمد خان جمالی (جناب اسپیکر)۔** جزاک اللہ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔کوئی چھٹی کی درخواستیں ہیں یا نہیں requisition میں debate کو آگے بڑھاتے ہوئے ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب please take the Floor.اور آپ ممبرز سے گزارش ہے کہ تھوڑا جیمر ہمارا کام نہیں کر رہا ہے اسمبلی کا اگر آپ موبائل فون off کر دیں تو بہتر ہے۔اکثر کو کوئی messages نہیں آئینگے نہ message دینے والے ہیں میرے اور ڈاکٹر مالک کی عمر میں تو message بھی کوئی بھی نہیں آتا ہے کسی خاص کا۔جی حامد اچکزئی صاحب۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات)۔** بڑی مہربانی جناب اسپیکر کہ اِس اہم موضوع پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! وہ شاعر کہتا ہے۔شعر۔''کہ نیک کام بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام۔ آفاق کی اِس کارگاہِ شیشہ گری کا''۔

**جناب اسپیکر۔** آغا لیاقت کی تقریر اِدھر پہنچ رہی ہے،آپ کی آواز بہت مدہم ہے ڈاکٹر صاحب!۔مائیک نزدیک ہے ڈاکٹر مدھم طریقے سے بات کرتے ہیں ناں۔شعر اِتنی خاموشی سے پڑھ گئے ہیں کہ وہ مقرر بھی ہم نہیں کہہ سکتے ہیں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات)۔** جناب اسپیکر! پارلیمانی سسٹم کی خوبصورتی یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے،اپوزیشن تو اس میں ہے ہی، coalition partners بھی اس میں شامل ہیں سب سے پہلے تو میں اپنے ہوم منسٹر پر سو فیصد اعتماد کرتا ہوں اور یہ میرے لئے اچھی بات نہیں ہوگی۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے )۔کہ ہمارا ہوم منسٹر اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر ایسی اس میں کچھ کمی بیشی ہے،لاء اینڈ آرڈر situation کو کنٹرول کرنے کے لئے،وہ اپنی بات خود کرلیں گے۔ کیونکہ اس کے disposal پر جتنے بھی لیویز ہیں یا اور کوئی ایسی بات میرے خیال میں چیف منسٹر نے اسمیں کوئی کمی بیشی نہیں رہنے دی ہوگی،کہ پولیس کے ذریعے لاء اینڈ آرڈر کی support کریں۔ اس کے بعد جو ادارے لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار ہوتے ہیں،وہ وفاقی حکومت کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔اور وفاقی حکومت ہمارا coalition partner ہے۔ ظاہر ہے ان کی اپنی پارٹی ہے۔اُن پر بھی ہم اُنگشت دارزی منفی انداز میں نہیں کر سکتے کہ وفاقی حکومت صوبائی حکومت کے ساتھ مدد نہیں کر رہی۔ یا cooperation نہیں کر رہی۔ یا ہمارے ہوم منسٹر کے ساتھ coopeeration نہیں کر رہی۔اِتنا کہنے کے بعد جناب اسپیکر! اگر آپ کو کوئی اطلاع ہو گوادر میں،مَیں نے محترم شریف سے کہا کہ اگر آپ اس طریقے پر آتے ہیں تو You are most welcome.ہم پر یہ الزام ہے کہ پاکستان میں تین حکومتیں ہیں ایک پرائم منسٹر ہوتا ہے پارلیمنٹ کی،ملٹری ہوا کرتی ہے ایک اداروں کی آئی ایس آئی اور ایم آئی کی جس طریقے سے آپ کمانڈر انچیف کو ساتھ لائے ہیں،اس کے ساتھ ہمارے کور کمانڈر اور دوسرے آفیسران ہیں اور وفاقی کابینہ ہے۔اس سے یہ ثابت ہونے کی کوشش آپ کر رہے ہیں کہ پاکستان میں ہماری افواج وفاقی حکومت اور وزیر اعظم کے ساتھ ہم پلّہ ہیں۔ یہ message اگر آپ دینگے تو اُن آوازوں کو شکست ہوگی جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ پاکستان میں تین حکومتیں ہیں۔جناب اسپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی situation ملک میں خانہ جنگی پچھلے تیس سالوں سے کبھی جہاد کو فساد،کبھی فساد کو جہاد،پھر جہاد کو فساد،پھر فساد کو جہاد۔ ہم ان تمام مراحل کو طے کرتے چلے آرہے ہیں ہماری تمام پارٹیاں بڑی،چھوٹی کسی نہ کسی لحے یہ رونالڈ ریگن،مارگریٹ تھیچر،فرانسفا متھرا،جاپانی بُدھسٹ،چینی کمیونسٹ اور عرب دہشتگردوں کی لیڈرشپ نے جو ضیاء الحق نے افغانستان میں مداخلت کاری کی بِسم اللہ کی۔ یہ ہم اُس چکّی میں پس رہے ہیں۔کبھی ہماری باری ہوتی ہے محمود خان پر قاتلانہ حملہ ہوتا ہے۔ پاکستان میں پہلا ریموٹ کنٹرول بم کا حملہ اُس پر ہوا۔ تیس شہدا ہم نے دیئے محض اس لئے ''کہ تم کیوں اس فساد کو جہاد نہیں کہتے ہو''۔ توبہ اچکزئی،قلعہ عبداللہ،عنایت اللہ کاریز، گلستان اور ہماری پارٹی کے سو سے زیادہ شہداء ہم دے چکے ہیں۔ 7اکتوبر کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔محمود خان پر دہشتگرد حملہ ہوا قندھاری بازار میں۔ اُس کے ساتھی شہید ہوئے۔ پشتون آباد کے کارکنوں پر ہوا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا آرہا ہے۔ کبھی نواب صاحب مگسی پر۔ کبھی نواب صاحب رئیسانی پر۔کبھی نواب صاحب زہری پر اور کبھی مذہب کے نام پر کبھی فرقے کے نام پر کبھی جہاد کے نام کبھی کس کس بہانے یہ چلتا آرہا ہے۔اور ہمارے بریگیڈیئر سمجھیں جنرل سمجھیں انہوں نے کتابیں لکھی ہیں ''کہ میں نے 80ہزار trained کئے کبھی مجاہد کا نام دیتا ہے کبھی دہشت گرد کا کوئی کہتا ہے ہم نے

90 ہزارtrained کیئے۔ لیکن سوویت یونین کے نکلنے کے بعد انقلابی اس کے رُخصتی کے بعد جناب اسپیکر! یہ سب بیروزگار ہوگئے۔ جس نے بھی ان کو کرائے پر لیا اُسکے لئے تیار۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا نیوی کا ہیڈ کوارٹر محفوظ نہیں رہا۔ کامرہ جو ایئر بیس ہے پاکستان کا سب سے اہم ترین، وہ ہم نہیں بچا سکے دہشتگرد حملے سے۔ ہمارا جی ایچ کیو کے دوراز ے پر جنرل کا قتل ہوا اس پر حملہ ہوا۔ آئی ایس آئی کے مختلف ہیڈ کوارٹرز پر خواہ وہ پشاور میں تھے خواہ وہ کراچی میں تھے یا کور کمانڈروں پر اس کے بعد جناب اسپیکر جس جس پارٹی نے ضیاء الحق کے اس فساد میں حصہ لیا تھا۔ محترمہ بینظیر بھٹو اور اس کی پارٹی کا آفتاب خان شیر پاؤ۔ مسجد میں کبھی ستر آدمی مرتے ہیں وہ بچ گیا پھر حملہ کیا نوے آدمی اس کے ساتھ مرے بیچارے کے ساتھ۔ پھر اسفندیار خان کی باری آئی۔ اُس کے بعد مولانا فضل الرحمٰن کی باری آئی۔ تو یہ دہشتگردی میرے معزز دوست ہمارے ہوم منسٹر اس کے بس کی بات شاید نہیں ہے نہ بلوچستان حکومت کی بس کی بات ہے۔ یہ انٹرنیشنل کلیمٹی ہے جس میں بڑے پھنے خان شامل تھے یا رہے ہیں۔ تو ہر ایک کی باری کوئی محفوظ نہیں یہ ریاستی دہشتگردی ہے۔ ابھی ریاست کے جو ادارے ہیں اس پر متفق ہوئے ہیں کہ اچھا دہشتگرد اور بُرا دہشتگرد۔ ابھی ہم اس طرف بڑھ رہے ہیں کہ یہ معاملہ بھی ختم ہو جائے کہ اچھے دہشتگرد اور بُرے دہشت گرد میں تمیز ختم ہو جائے۔ دہشت گرد، دہشت گرد ہوتا ہے۔ اچھا طالب اور بُرا طالب۔ یہ اصطلاح ختم ہو جائے جو پہلے تو مشرف صاحب نے بلایا تھا، علماء اور مشائخ سے مشورہ کرنے اور بڑی دلیری سے یہ پریس میں آیا کہ جو پاکستان مین خود کش حملہ ہے وہ غیر اسلامی ہے مطلب یہ کہ افغانستان میں جاری رکھو پٹھان کو بیوہ کرو یتیم کرو افغانستان میں قتل وقتال کرو you are free۔ تو ان حالات میں جناب اسپیکر ہمارا صوبہ اس تمام خطے کی ریاستی دہشت گردی میں جل رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فرقہ پرستی یہ بھی ریاست نے کیا۔ بارہ مئی جناب اسپیکر! کراچی میں اپنا چیف جسٹس وہاں جاتے ہیں۔ اُسکو ایئر پورٹ سے باہر نہیں آنے دیتے ہیں۔ اور پچاس ساٹھ آدمیوں کو دن دیہاڑے ساری دنیا کے کیمروں اور انٹرنیٹ اور پتہ نہیں اس میں ایم کیو ایم نامی تنظیم۔ اور پھر شام میں اپنا جنرل مشرف اسلام آباد میں کہتا ہے ''دیکھی آپ نے عوام کی طاقت؟''۔ تو جب دہشتگردی کو عوام کی طاقت کہنے والا اس ملک کا حکمران رہا ہے۔ اُس کے بعد ضیاء الحق جو مغربی دنیا کے اسمیں وہ کر رہا تھا۔ میں یورپ میں تھا۔ ابھی مجھے یاد ہے المتکول نے جونیجو صاحب کو دعوت دی تھی تو اس دعوت میں المتکول نے اُس سے کہا کہ We are thankful to you ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ ہمارے مفادات کی جنگ پاکستان میں لڑ رہے ہیں۔ تو ہم اُس دہشتگردی سے ابھی تک اگر چہ ہمارے کمانڈر انچیف نے یہ علی الاعلان کہا ''کہ ہم سیاست میں نہیں پڑنا چاہتے ہیں، قادری اور کھلاڑی کے گیم میں اُس کا ساتھ نہیں دیا۔ اور کھلاڑی اور قادری اُنگلی اُٹھانے کے فکرمند تھے۔ اور اِتنی جرات اُن کو یہ جس چیز کے بقایہ تھے، نصیر اللہ بابر کے ہوں، کرنل امام کے ہوں، مشرف صاحب کے ہوں، ضیاء الحق کے باقیات ابھی بھی فوج میں ہیں۔ آئی ایس آئی میں ہیں۔ ایم آئی میں ہیں۔ بیوروکریسی میں ہیں، اور پریس میں ہیں۔ اور وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس چیز کو آگے بڑھائیں۔ وفاقی حکومت اور ہمارے افواج پاکستان کی مرضی کے بغیر یہ ہم 65 سال بعد اس میں کامیاب ہوئے ہیں کہ ہماری عام فورسز نے بلکہ ہماری کمانڈر اینڈ چیف نے ایوب خان، یحییٰ خان اور ضیاء الحق اور مشرف بننے کی کوشش نہیں کی۔ جس کی ہم اس کو داد دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف انہی لوگوں نے قادری اور کھلاڑی کو آگے کیا ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ پچھلے 65 سالوں کے بعد۔ وہ کہتے ہیں کہ ''وہ سب کچھ لُٹا کے ہوش میں آئے تو کیا ہوا''۔ ہماری سیاسی پارٹیاں جن کا پارلیمنٹ میں حصہ ہے۔ اُنہوں نے اپنی Unity دکھائی۔ اور سب نے بیک آواز مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی، نیشنل پارٹی، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی ''کہ جی ہم کو آئینی پاکستان چاہیئے۔ جمہوری پاکستان چاہئے اور پارلیمنٹری نظام کے تحت وفاق کی Elected حکومت کی unity ہو''۔ تو یہ بالکل ابھی یہ بات نئی نہیں ہے۔ ابھی تک اُن کی امیدیں قطع نہیں ہوئی ہیں، کھلاڑی اور قادری کی۔

**نواب ثناءاللہ خان زہری (سینئر وزیر)۔** کھلاڑی اور اناڑی کی۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات)۔** نواب صاحب کہتے ہیں اَناڑی۔ وہ بھی کھلاڑی ہے لیکن۔

**جناب اسپیکر۔** ہالی ووڈ کی فلم آئی تھی ''کھلاڑی اور اَناڑی''۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات)۔** تو جناب اسپیکر! یہ ناں یہ سارے پاکستان کے فوج intelligence agencies، حکومتیں، پارٹیاں لگی ہوئی ہیں اس دہشتگردی کو کمزور کیا ہے۔ لیکن ختم نہیں کیا ہے۔ ہم ناں کسی صوبائی حکومت کو کراچی میں اس کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔

**ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی۔** جناب اسپیکر! اگر آپ نے وہ فلم دیکھی ہے، وہ اس کی اسٹوری ہمیں سنا دیں۔

**جناب اسپیکر۔** وہ اپنے مُنہ آپ کو سناؤں گا اس میں بڑی دَرد بھری کہانیاں ہیں، جہاں خواتین رونے لگ جاتی ہیں۔ جی۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات)۔** یہ دہشتگردی کا الزام نہ ہم کسی صوبائی حکومت کو کراچی میں دے سکتے ہیں، نہ کسی صوبائی حکومت کو پشاور میں دے سکتے ہیں، نہ پنجاب میں۔ اور ہم یہ حق بجانب ہیں، یہ کہنے کے لیے کہ بلوچستان کی صوبائی حکومت بھی اس کو کوئی الزام نہیں دے سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اپوزیشن کے ہم بڑے شکرگزار ہیں کہ وہ ہماری توجہ کبھی کبھی دلاتی ہے، اُن کا تو کام یہی ہے کہ کل ہم اِدھر بیٹھے تھے، آج اُدھر بیٹھے ہیں۔ ابھی یہ کوشش کررہے ہیں کہ وہ اِدھر آ کر بیٹھ جائیں اور ہم اِدھر سے چلے جائیں۔ لیکن ہماری coalition partners کو ہم 100 فیصد یقین دلاتے ہیں کہ ہم نے ایک منٹ بھی دہشتگردی کا مقابلہ کرنے، اس کو کم کرنے اور یہ اگر کسی کو یہ کہہ رہے ہیں کہ دہشتگردی میں improvement نہیں ہوئی ہے۔ تو میرے خیال میں سورج کو اُنگلی سے چھپا رہے ہیں۔ میں ایمان سے کہتا ہوں کہ 70 ہزار 80 ہزار روپے میں ایک loaded-truck چمن سے کوئٹہ پہنچتا تھا۔ اور پھر کوئٹہ سے چمن۔ جب سے یہ ہماری گورنمنٹ آئی ہے، ہم نے محنت کی ہے۔ اِتنی ٹریفک دن میں نہیں ہوتی ہے جو رات کے وقت ہوجاتی ہے کوئٹہ، چمن۔ اب آپ enquire کرلیں۔ اِس سے ہم انکار نہیں کرسکتے، وہ ہمارے دوست خالد صاحب نے بتایا یہ جو کراچی، کوئٹہ، مستونگ، منگچر، اِس پر تو چلنا ہی محال تھا۔ آئے دن افغان ٹرانزٹ کے ٹرک اور کنٹینرز جلائے جاتے تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ یہ نیٹو کے ہیں۔ چونکہ یہ جہاد ہے۔ شخصی، پرائیویٹ کنٹینرز۔ اور مال لُوٹ کر کے ڈرائیور کو قتل کر کے میرے خیال میں درجنوں ڈرائیور اس راستے پر قتل ہوئے۔ لوگ اغواء ہوئے۔ بےعزت ہوئے۔ پتہ نہیں کیا ایسا کوئی جرم نہیں تھا جو عام آدمی کے ساتھ نہیں ہوا۔ وہ اگر مکمل طور پر safe نہیں ہیں تو 80% اس پر improvement ہے۔ یہی حال کنگری کے راستے کا تھا جناب اسپیکر! ڈرائیور کو لیں کہ چلے جاتے، تھے وہ بیچارے ایک لاکھ روپے چندہ کر کے وہ کرتے تھے۔ درجنوں ڈرائیورز، کلینرز، ٹرک کا مالک۔ تو اُس پر کنٹرول ہوگیا ہے کسی حد تک۔ یہاں اَسی، اَسی، نوے، نوے جنازے پڑے ہوتے تھے۔ اور افسوس کی بات ہے کہ جو حکومت چلا رہے تھے جو منسٹر صاحبان تھے فاتحہ کے لیے نہیں جاسکتے تھے۔ نہ فاتحہ کے لیے گئے۔ یہ رَوِش چل پڑی کہ ہم اِس کو نہیں دفنائیں گے۔ ہم فلاناں کریں گے۔ کبھی یہاں اَسّی بندے مرتے ہیں۔ کبھی اُدھر چلتا رہا۔ آج اگر ان کو یہ نظر نہیں آرہا ہے کہ کوئٹہ شہر میں آپ 12 بجے نکلیں آپ کو ہزاروں لوگ گھومتے پھرتے نظر آئیں گے۔ پہلے اُس وقت جب حضرت لوگوں کی حکومت تھی، مغرب کی اذان کے بعد کوئی بندہ نظر نہیں آتا تھا۔ اپنے گھر سے نہیں نکل سکتا تھا۔ ہم نے اسمیں ہماری حکومت وفاقی حکومت کی cooperation سے، ملٹری کے اداروں کی اُس سے۔ جناب اسپیکر! یہ 14 اگست اور 6 ستمبر اور اُس میں یہ اسٹیڈیم کھچا کچ بھرے ہوتے تھے۔ جتنے لوگ اسٹیڈیم میں ہوتے تھے اُس کے آدھے باہر ہوتے تھے۔ اس کی میوزک کو سننے کے لیے۔ ہم واپس اپنی ماضی کی طرف جارہے ہیں۔ وہ کور کمانڈر نے اس سے پوچھا کہ یہ کتنے لوگ ہوں گے؟۔ میں نے کہا کہ کوئی عجیب لگ رہا ہے، ہم ہر وقت کوئٹہ شہر میں کبھی صادق شہید پارک میں، کبھی ایوب اسٹیڈیم میں ٹورنامنٹ۔ جناح ٹورنامنٹ اس میں یہ بھرے ہوئے تھے۔ ہم اسی طرف اس کو لے جارہے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ کی مدد ہوگی۔ پشتون اور بلوچ تاریخ میں کبھی دہشتگرد نہیں رہے ہیں۔ کبھی یہ خودکشی اور یہ عرب یہ فساد کے نام پر جہاد کے نام پر، فساد پر ہمیں لے گئے۔ ابھی حالت اس نہج کو پہنچی ہے، مختلف صوبوں میں، فاٹا میں کسی کی اپنی خاندانی دشمنی ہوتی ہے جا کر پیسوں سے خودکش خرید کر لے آتا ہے۔ اور اپنے مخالف کے خلاف وہ کرلیتا ہے۔ تو یہ کوئی اسلام کی خدمت ہے یا پاکستان کی خدمت ہے۔ جناب اسپیکر! میں غرور تو نہیں بڑی عاجزی سے ان تمام پارٹیوں کو یہ عرض کرتا ہوں منت کرتا ہوں کہ یہ ہم سب کی collective

responsibility ہے۔ یہ جتنے لوگ اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں، اسمبلی کے ممبرز، جناب اسپیکر! ہم جتنے بھی بیٹھے ہیں، میں ایمان سے کہتا ہوں کہ اس قسم کے نمائندہ لوگ سردار، ملک، خان، یہ فاٹا میں کم از کم 1200 اور 1500 کے درمیان قتل ہوئے ہیں۔ اس میں یہ انہوں نے ذکر کیا، ہمارے شیرانی صاحب نے، جمعیت علماء کے ایم این ایز بھی، اے این پی کے ایم این ایز بھی۔ اسفندیار خان پر تو اُس کے گھر پر کسی نے قربانی دے کر کے اُس کو بچایا۔ یعنی ہمارے کسی پارٹی کا کسی بھی طبقے کا کسی بھی قبیلے کا سر اور مال محفوظ نہیں ہیں۔ وہ اس لیے کہ تورابورا میں اسامہ اور اُس کے جتنے بھی دہشتگرد دنیا جہاں کے تھے، وہاں اِنہوں نے petronise کیا، settle کیا، اُنکو اسلحہ دیا۔ تو جب بارہ سو، پندرہ سو اس قسم کے لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ تو وہاں پر بچانے والا کوئی نہیں تھا۔ تو وہ extend کر گئے۔ ابھی نہ پشاور محفوظ ہے، نہ لاہور محفوظ ہے، نہ کراچی محفوظ ہے۔ اور نہ ہی کوئٹہ۔ تو اِن حالات میں ایک دوسرے پر اُنگشت درازی کی بجائے ہمیں collective response کر کے جو رہا سہا وہ ہے اس دہشگردی سے جان چھڑانی چاہئے۔ اور ریاست کے تمام اداروں سے ہم منت کریں گے کہ جس طرح ہمارے کمانڈر انچیف نے کھلاڑی اور اَناڑی کو۔ نواب صاحب کہتے ہیں قادری نہیں اَناڑی، وہ اس گیم کو ناکام کیا۔ تو اس کو وہ انگریزی میں کہتے ہیں .Let us keep it up وہ ابن انشاء کے لطیفوں میں ہوتا تھا کہ وہ اپنی خوشی میں نہ آئے، نہ اپنی خوشی میں چلے۔ یہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ جنہوں نے initiate کیا ہے ابھی اس کے بس سے بھی نکلی ہوئی ہے۔ جنہوں نے اشارہ کیا تھا۔ وہ کیا تھا۔ ''وہ لائی حیات آئے قضاء لے چلی چلے۔ اپنی خوشی سے نہ آئے، نہ اپنی سے چلے۔ ہم سب اِس بریکٹ میں بند ہیں، یہ عوام کی خدمت کے لیے آئے ہیں۔ ہر ایک کو حقیقت کہنا چاہئے۔

**جناب اسپیکر۔** .Thank you, thank you۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات)۔** بجائے اس کے ''کہ اُس پارٹی نے وہ کیا ہے اور وزیر اعلیٰ نے یہ کیا ہے''۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

**جناب اسپیکر۔** .Thank you very much عبدالمالک کاکڑ صاحب۔

**حاجی عبدالمالک کاکڑ۔** شکریہ جناب اسپیکر! ہماری پارٹی کے اہم راہنما ڈاکٹر خالد سومرو صاحب کو شہید کیا گیا ہے۔ اس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں۔ اور حکومت سندھ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرے۔ اور ساتھ میں ہماری پارٹی کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر ہونے والے خودکش دھماکے کی بھی شدید مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت پورے ملک اور خصوصاً بلوچستان میں امن وامان کی صورتحال نہایت خراب ہے۔ کوئی بھی شخص محفوظ نہیں ہے۔ چاہے وہ جس بھی قبیلے سے تعلق رکھتا ہو۔ تو لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ امن وامان کے سلسلے میں خصوصی اقدامات کرے تاکہ اس کی روک تھام ہو سکے۔ ہمارے حلقہ پی بی 4 برشور کاریزات چند دن پہلے، وہاں لیویز چوکی پر دہشتگردوں نے حملہ کیا۔ دو لیویز اہلکار شہید ہوئے۔ مَیں موجودہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں تاکہ شہیدوں کو معاوضہ ادا کیا جائے۔ اور ان کے بچوں کو وہی نوکری وہیں پر دی جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**مفتی گلاب خان کاکڑ۔** point of order جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر۔** point of order ہوتا تو نہیں ہے مفتی صاحب! تقاریر ہیں، ریکوزیشنڈ اجلاس ہے۔ پھر مختصر بات کرنا۔

**مفتی گلاب خان کاکڑ۔** جناب اسپیکر صاحب! ڈاکٹر صاحب ابھی اپنی تقریر میں برملا اعتراف کر چکے ہیں کہ امن وامان صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اور یہ برملا کہہ چکے ہیں کہ امن وامان ہمارے جو محکمہ یا وزیر داخلہ ہیں، یہ اُس کے بس کی بات نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر وزیر داخلہ صاحب کے بس کی بات نہیں ہے اور یہ اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھتے ہیں تو پچھلی جو گزری ہوئی حکومت ہے، اُسکو ناکامی اس لیے اُس پر تھوپتے ہیں ''کہ وہ امن وامان قائم کرنے میں ناکام ہو چکی ہے''۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ اعتراف کر چکے ہیں ''کہ ہم ناکام ہو چکے ہیں''۔ یہ کہتے ہیں ''کہ ہم

بری الذمہ ہیں، امن وامان صوبائی حکومت کا نہیں وفاقی حکومت کا کام ہے"۔

جناب اسپیکر۔ مفتی صاحب! آپ ایسے کرلیں کہ تقریر کے لیے اپنے نام لکھوالینا۔ اورکل تقریر میں یہ باتیں اُس وقت کریں Out of the way. نہیں کہیں۔ تھوڑا تسلسل قائم رکھیں۔ میڈم یاسمین لہڑی صاحبہ، رحمت بلوچ ہیں نہیں۔ تو میڈم آپ کی باری آ گئی ہے۔

محترمہ یاسمین لہڑی۔ بِسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب آپ نے مجھے موقع دیا۔ ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب نے جیسے Law and Order سے متعلق brief کیا۔ اسی طرح ہمارے دوسرے معزز اراکین ہیں، جس طرح کہ پچھلے ہفتے سے ہم law and order پر گفتگو کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور بہت ہی مفصل اور brief باتیں سننے کو ملی ہیں۔ انصاف اور دیانتداری کا جو تقاضا ہے اُس کے مطابق اگر ہم اپنے خیالات کو express کریں اور موجودہ law and order اور بلوچستان کے امن وامان پر اپنے views کو share کریں تو کافی حد تک ہم خود بھی satisfy ہوں گے اور یہاں کے لوگوں کو ایک realistic point of view پہنچے گا۔ ڈاکٹر حامد صاحب کے کہنے کا قطعاً مقصد یہ نہیں تھا کہ سرفراز بگٹی صاحب اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے سے fail ہو گئے ہیں اور حکومت بلوچستان اس سے مبّرا ہے بلکہ اُس کی سیاق وسباق کو اور پس منظر کو اور logically ہمیں یہاں mentally ہمیں present ہونا پڑے گا اِن باتوں کو سمجھنے کے لئے۔ کہ کوئی بھی اگر بات ہے اگر سرسری بات کریں گے۔ لیکن اگر آپ induct analysis کریں گے کسی بھی situation کی تو اُس میں یہ ہے کہ آپ کو اُس mind سے سُننا بھی پڑے گا اور اُس کو ہضم بھی کرنا پڑے گا۔ نسبتاً پہلے کی نسبت ہمارے لوگ یہاں سُکھ کا سانس لے رہے ہیں۔ خود سردار اختر جان مینگل پہلے اپنے ڈسٹرکٹ میں بغیر سیکیورٹی کے جانہیں سکتے تھے آج وہاں ہم نے وہ زندگی بحال کر دی۔ آواران میں پچھلے دس بارہ سالوں سے وہاں حکومتی رِٹ نہیں تھی۔ ڈسٹرکٹ انتظامیہ ڈی سی، اے سی وہاں بیٹھنے کو تیار نہیں تھے۔ وہاں پر حکومت رِٹ ہم نے قائم کی ہے۔ قومی شاہراہیں محفوظ نہیں تھیں جہازوں پر سفر کیا جاتا تھا لیکن آج وہ محفوظ ہیں۔ کوئٹہ کے حالات اگر آج بہتر ہیں تو ضرور ہماری coalition گورنمنٹ کو، سرفراز بھائی کو، ڈاکٹر عبدالمالک کی efforts کو، نواب ثناءاللہ اورزیارتوال صاحب کو credit دینا چاہیئے۔ locally حوالے سے جو بلوچستان حکومت کے domain میں اختیارات میں جو چیزیں آتی ہیں، اُس میں خاطر خواہ ایک تبدیلی ہم observe کررہے ہیں۔ جو ہماری national policy سے related جو چیزیں ہیں جو proxy-war جو ہم نے اپنی اوپر مسلط کیئے ہوئے ہیں افغانستان ایران بھارت اِن سب کی جنگ کو اگر ہم اپنی جنگ سمجھ کر ہم میدان میں اُترے ہیں تو پھر صوبائی حکومت اسکی ذمہ دار نہیں ہوگی۔ وہ مرکز اور مطلب ہم اپنے نیشنل سیکورٹی پالیسی ہے اس پر جانا پڑے گا اس میں جو gaps ہیں جو flaws ہیں، جو حکمت عملی ہے اُن کو review کرنا پڑے گا۔ positively تبدیل کرنا پڑے گا پھر ہم بلوچستان میں جو law and order ہے اُس کی بہتری کو observe بھی کرسکتے ہیں اور بہتری لا بھی سکتے ہیں۔ اس وقت میرے خیال میں coordination حکومت بلوچستان اور وفاقی حکومت نیشنل سیکیورٹی کے حوالے سے کرنی ہے۔ جو نیشنل پولیٹیکل پارٹیز ہیں اُن کے درمیان بھی اُنکے view points آنے چاہیئے اور اگر ہم ایک صاف وشفاف پالیسی کو تشکیل دیں گے تو اُسکی کوئی وجہ نہیں رہے گی کہ یہاں پر امن وامان کی صورتحال بہتر نہیں ہو۔ اس کو serious ہمیں review کی ضرورت ہے پھر ہم الزام برائے الزام سے بچ سکیں گے۔ چیف منسٹر اور صوبائی حکومت صرف اور صرف اس کی ذمہ دار نہیں ہے ہم سب اپنی ذمہ داریوں کو اگر پوری کریں گے، ہم سب کو اپنا رزق یہاں پر حلال کرنی ہیں ہم سب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے۔ نہ صرف سرفراز بگٹی صاحب بلکہ ہماری جتنی بھی پولیٹیکل پارٹیز ہیں، سب بااثر لوگ ہیں tribal chief بھی ہیں tribal heads ہیں ہم ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور حکومت کی مشینری کو استعمال کرتے ہوئے لاءاینڈ آرڈر کو بہتر کرسکتے ہیں۔ over all امن وامان کی صورتحال کو throughly جائزہ لیں۔ solutions کو دیکھ کرکے advocacy کی ضرورت ہے۔ ایک سیل کا قیام عمل میں لایا جائے۔ law and order agencies کے جو heads ہیں ان کے ساتھ مل کرکے ان مسائل کو حل کریں، بشمول اپوزیشن کے ان کی سیاسی قربانیاں بھی ہیں اُن کو بھی on-board لیں اور اس سیل کا ممبر بنالیں۔ مرکزی لیول پر بھی onsultation کرلیں۔

جناب اسپیکر۔ بی بی آپ کی سیکیورٹی سیل کی suggestioni بہتر ہے۔کمیٹیاں ابھی بنائیں ڈیڑھ سال ہو گئے ہیں ہم ابھی تک کمیٹیاں نہیں بنا سکے۔کمیٹی کے چیئر مین ممبرز بھی آپ کے ہوم منسٹر کے ساتھ بیٹھ سکتے۔اور یہ چیزیں وہاں بھی طے ہوتیں پرنس احمد علی بھی نہیں آئے نصر اللہ زیرے بھی نہیں آئے، ڈاکٹر رقعیہ سعید ہاشمی صاحبہ آج تقریر نہیں کریں۔ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ.The Floor is with you۔

ڈاکٹر شمع اسحاق۔ جناب اسپیکر!انسان کی خوشحالی علاقے کی ترقی سب امن کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر!امن و امان کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں حقائق اور اعداد و شمار سے بھی چشم پوشیدہ نہیں کرنی چاہیئے۔ماضی کے حالات کو ہم سب بخوبی جانتے ہیں۔وہ علاقے جہاں چوری ڈاکہ زنی امن و امان خراب تھا۔جسے ہم سب جانتے ہیں۔کاروبارِ زندگی ٹھپ ہو کر کے رہ گیا تھا۔لوگ بے چین تھے راتوں کی نیندیں تباہ و برباد ہو چکی تھیں جناب اسپیکر صاحب میں خاران کی بات کر رہا ہوں۔

(اذان۔خاموشی)۔

جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں نماز کا وقت ہو گیا ہے۔کل ان کی speech جاری رہے گی۔اس وقت صحافی دوست بھی اپنی فنکشن کے لئے ہاؤس کو چھوڑ کر کے چلے گئے ہیں۔وہ آپ کی speeches کی coverage پہلے کم دیتے تھے لیکن ابھی جو تھوڑا بہت ہے وہ بھی نہیں دے پائیں گے۔یہ ایوان کل 04:00 بجے تک adjourn کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 05 بجکر 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)